پہنچا، اپنی طبیعت و وخامتِ ماحول سے نہایت محبوس ہوں:

اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی!

خطّابیؒ کا مقولہ حسبًا بحالي صادق ہے: ''أقربُ الناس إليّ نسبًا أبعد الناس إليّ مذاقًا'' (میرا سب سے قریبی نسبی رشتہ دار، مزاج و مذاق کے اعتبار سے مجھ سے سب سے زیادہ دور ہے)۔ اپنے بختِ معکوس سے نالاں ہوں، حق تعالیٰ کی رحمت کے بغیر ہر باب مسدود ہے، نقود بھی والد صاحب کے ہاتھ میں آ گئے، ورنہ مطب کا سلسلہ قائم کرنے کا بھی خیال تھا، اب بالکل ''کالمیّت في يد الغسّال'' ہوں، زمانہ کی حالت ناکافی ثابت ہوئی، اگر کفاف وقُوت بلا احتیاجِ دگر حاصل ہوجاتی تو بھی مُغتنم بار دتھی، مگر کیا کہوں؟!

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم   نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اگر میری طبیعت بدیں صورت نہ ہوتی تو بھی چنداں رنج وملال نہ ہوتا، خیر مقدور کی بات ہے، حق تعالیٰ آپ کی ہستی کو تسقیۂ علوم کے لیے ہمیشہ شاد وخرّم زندہ رکھے:

ہر کسے را بہر کارے ساختند!

اپنے مشاغلِ متبرّکہ سے مطلع فرماویں۔ میرا یہ مکتوب میرے درد کا غبار ہے، میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں، تاکہ آپ کی طبیعت پریشان نہ ہوجاوے، وقال الإمام الشافعي رحمه الله تعالىٰ:

وَلَرُبَّ نَازِلَةٍ يَضِيْقُ بِهَا الْفَتٰى
ذَرْعًا وَعِنْدَ اللهِ مِنْهَا الْمَخْرَجُ
ضَاقَتْ فَلَمَّا اسْتَحْكَمَتْ حَلَقَاتُهَا
فُرِجَتْ وَكَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّا يُفْرَجُ (۱)

وأنا الأفقر إلى الله، المسجون في دار البطالة والجهالة
محمد يوسف عفا الله عنه وأغناه عما سواه
في قرية اکھوڑی، کامل پور
يوم الأربعاء، الرابع من ذي القعدة

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

(۱) بہت سے مصائب کی وجہ سے انسان تنگ دل ہوتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سے چھٹکارے کی راہ ہوتی ہے۔ جب ان حوادث کی جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں تو ان سے خلاصی مل جاتی ہے، جبکہ بندہ یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ اب ان سے نجات نہیں مل پائے گی۔

عظمتِ اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
انڈیا

دینِ اسلام میں صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار (رضی اللہ عنہم) کی عظمتِ شان اور بلندیِ مقام کا کون انکار کرسکتا ہے؟ یہ وہی پاک بازہستیاں ہیں جن کو رب العالمین نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے چنا، جن کی آنکھوں نے نبی کے رخِ انور کا دیدار کیا، جنہوں نے مشکوٰۃِ نبوت سے براہِ راست استفادہ کیا، جن کی وساطت اور پیہم قربانیوں سے دین ہم تک پہنچا، قرآن وحدیث کا علم ہمیں حاصل ہوا اور ہم عرفانِ حق کی منزل تک رسائی میں کام یاب ہوئے، لہٰذا جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا، آپ سے محبت کرنا ہر مسلمان کے لیے لازم وضروری ہے، اسی طرح صحابۂ کرامؓ اور خصوصاً اہلِ بیت سے محبت کرنا بھی ایمان کا جز، تعلیماتِ اسلام کا حصہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا ہے، جس کے بغیر دین ناقص وادھورا ہے۔

یہ حضرات دینِ اسلام کے نقیب ومنادی، قرآن مجید کے امین وپاسبان اور احادیثِ مبارکہ کے شارح وترجمان ہیں، جو اعلیٰ اخلاق وکردار کے حامل اور ہمت وعزیمت، شجاعت وحمیت اور حق گوئی وبے باکی کے علم بردار ہیں، نیز اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے ہمہ وقت سرگرداں، اُمت کی اصلاح وتربیت کے لیے مسلسل کوشاں اور دنیا وآخرت میں اُمت کی کامیابی وکامرانی کے خواہاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرما جانے کے بعد سے کربلا تک، حضرات اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی دعوت وتبلیغ، جہاد وسرفروشی اور شہادت وجاں سپاری کی ناقابلِ فراموش خدمات وکارناموں کا ایک زرّیں تسلسل ہے، جس کا تذکرہ ان شاء اللہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

اس میں ذرہ برابر کوئی شبہ نہیں کہ جس کو جس قدر نسبتِ قریبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے، اس کی تعظیم ومحبت بھی اسی پیمانے پر واجب ولازم ہے اور فطری طور پر انسان اپنی ازواج اور صلبی اولاد سے محبت کرتا ہے؛ اس لیے جہاں ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا حکم ہے، وہیں آپ کی آلؓ واولادؓ اور آپ کے صحابہؓ سے

بھی محبت کا حکم ہے۔ مختصر یہ کہ حُبِ اہلِ بیت وآلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ امت میں کبھی زیرِ اختلاف نہیں رہا، باجماع واتفاق ان کی محبت وعظمت لازم ہے۔ اختلافات وہاں پیدا ہوتے ہیں جہاں دوسروں کی عظمتوں پر حملہ کیا جاتا ہے، ورنہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے عام سادات خواہ ان کا سلسلۂ نسبت کتنا ہی بعید ہو، اُن کی محبت وعظمت عین سعادت واجروثواب ہے، یہی جمہور امت کا مسلک ومذہب ہے۔

اہلِ بیتؓ سے کون مراد ہیں؟

یہ حقیقت قابلِ ذکر ہے کہ اہلِ بیت نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن (جن کی تعداد گیارہ ہے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریاتِ طیبات رضی اللہ عنہن (جن کی تعداد سات ہے) اور بنو ہاشم کی آل واولاد سب ہی شامل ہیں؛ کیوں کہ قرآن مجید نے حضرات ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہی کو اہلِ بیت کہا ہے؛ چنانچہ سورۂ احزاب کی آیتِ تطہیر میں مذکور ''اہلِ بیت'' کا لفظ ازواجِ مطہراتؓ کے لیے استعمال ہوا ہے اور اس کی اولین مصداق حضرات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہی ہیں، اس آیتِ کریمہ کا سیاق وسباق بھی اسی کا متقاضی ہے۔ نیز قرآن مجید کی دیگر آیاتِ کریمہ (سورۂ ہود اور سورۂ قصص) میں بھی بیوی (گھروالی) کو اہلِ بیتؓ کہا گیا ہے۔ اور اس آیت (آیتِ تطہیر) کے ذیل میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول منقول ہے۔'' (فتح القدیر)

اہلِ بیتؓ کے حقوق

حضرات اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے فضائل احادیث وآثار اور اقوالِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔ احادیث وسیرت کی مشہور کتابوں میں ان کے فضائل ومناقب کے ابواب قائم کیے گئے ہیں اور بہت تفصیل کے ساتھ ان کے فضائل مذکور ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ احادیثِ مبارکہ میں ان کے کچھ حقوق بھی بیان کیے گئے ہیں، ان حقوق میں سب سے اہم حق یہ ہے کہ حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتکریم کی جائے، ان کے شایانِ شان ان کا احترام واکرام کیا جائے، ان کا ذکرِ خیر کیا جائے، ان سے ربط وتعلق رکھا جائے اور ان سے خصوصی محبت وعقیدت کا معاملہ کیا جائے؛ کیوں کہ حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت وعقیدت رکھنا کامل ایمان کے حصول کا باعث ہے، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لوگوں کے ان کے ساتھ رویّے کی شکایت پر نہایت ہی بلیغ ومؤثر انداز میں ارشاد فرمایا کہ:

> ''قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا، اگر وہ تم (اہل بیت رضی اللہ عنہم) کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے دوست نہیں رکھے۔'' (ترمذی)

فی الواقع حضرات اہل بیت سے محبت رکھنا، اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ سے محبت کی دلیل ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''تم (سب) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو، کیوں کہ وہی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نعمتوں سے رزق پہنچاتا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنا پر مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کو عزیز و محبوب رکھو۔'' (ترمذی)

ایک موقع پر آپ ﷺ نے اپنی چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرکے پوری اُمت کو حضرات ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت و عقیدت رکھنے کا حکم عام دیا ہے، حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں کہ:

''پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تم اس سے محبت نہیں رکھتی؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیوں نہیں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تب تم بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھا کرو۔'' (بخاری و مسلم)

حضرات اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا دوسرا اہم حق یہ ہے کہ ان کی سیرت و کردار کو اور ان کے اعمال وافعال کو اختیار کیا جائے، دینی معاملات میں ان کی اتباع و پیروی کی جائے، کیوں کہ قرآن مجید کے بعد حضرات اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم ہی اطاعت و اقتدا کے قابل ہیں، احادیثِ مبارکہ میں ان کی اتباع و پیروی کی تاکید و ترغیب بہت ہی مؤثر انداز میں بیان ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے امتِ مسلمہ کو یہ مژدہ سنایا ہے کہ:

''میں دنیا سے جا رہا ہوں؛ لیکن (ہدایت و رہنمائی کے لیے) تمہارے درمیان قرآن مجید اور اپنے خاندان والوں کو چھوڑ رہا ہوں، میرے بعد جب تک تم انہیں پکڑے رہو گے، کبھی گمراہ نہ ہو گے، ایک چیز ان میں دوسری چیز سے عظیم تر ہے، وہ ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور وہ آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی اللہ تعالیٰ کی رسی ہے، اور دوسری (چیز) میری اولاد، میرے گھر والے ہیں۔'' (ترمذی)

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے قرآن کریم اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے اتباع کی تاکید فرمائی ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم سب کے سب اعلیٰ درجہ کے متبعِ سنت تھے، اس اعتبار سے ان کی اتباع بھی سنت ہی کی اتباع تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی طرف اگر کوئی ایسی بات منسوب ہو جو قرآن وسنت کے واضح حکم کے خلاف ہو، تو اس کا قطعاً اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ پیغمبر علیہ السلام کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے اتباع کے حکم کو آڑ بنا کر روافض نے حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کی طرف بہت سی ایسی باتیں منسوب کی ہیں جو قطعاً خلافِ واقعہ ہیں۔ حضرات اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اس طرح کی جھوٹی اور من گھڑت باتوں سے بالکل بری ہیں، اور امت کے لیے ایسی

باتوں پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔ حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے مذکورہ بالا حقوق کے علاوہ اور بھی کچھ چھوٹے بڑے حقوق ہیں، ان میں خیر خواہی و ہمدردی اور مدد و تعاون سرِفہرست حقوق ہیں۔ (ملخص از خطبات حبان)

اہلِ بیت اطہارؓ کے مجاہدات

اہلِ بیت اطہارؓ کی قربانیاں، ان کی جد و جہد اور دین کے سلسلہ میں ان کی مساعیِ جمیلہ بے حد وحساب ہیں؛ اس لیے کہ یہ حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے خصوصی ہدایت یافتہ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی تربیت سے سرفراز ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آپ کے اہلِ بیت کی زندگی بھی سراپا زہد و مجاہدہ تھی، قربانی کے ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیتؓ آگے رہتے تھے اور منافع کے ہر موقع پر پیچھے رہتے تھے، روایات میں آتا ہے کہ:

> ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کو خادم عطا فرمائے؛ مگر اپنی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ضرورت کے باوجود نہیں دیا؛ بلکہ انہیں تسبیحات واذکار کی پابندی کا حکم دیتے ہوئے اسے خادم سے بہتر بتایا۔‘‘ (بخاری شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ بے انتہا قناعت پسند اور صبر شعار خواتین تھیں، اکثر فقر وفاقہ کی زندگی گزارتی تھیں۔ فتحِ خیبر کے بعد جب مسلمانوں کو اچھی خاصی مالی وسعت ہوگئی تو ازواجِ مطہراتؓ کو فطری طور پر یہ خیال گزرا کہ اب ہمارے نفقہ میں بھی معقول اضافہ ہونا چاہیے، اسی خواہش کا اظہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی اذیت کے لیے دنیا طلبی کی اتنی جھلک بھی بہت تھی کہ دنیا اختیار کرنا چاہیں تو اختیار کرلیں، اس پر آیاتِ تخییر نازل ہوئیں جن میں یہ اختیار دینے کو تو دے دیا گیا؛ لیکن اس کے مل جانے کے بعد حضرت عائشہؓ سے لے کر کسی ایک بیوی صاحبہ تک نے عیشِ دنیا کو ترجیح نہ دی، سب کی سب بدستور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ رہیں۔

امام ابن ماجہؒ نے ’’كتاب الفتن‘‘ میں ’’باب خروج المهدي‘‘ کے تحت ایک روایت نقل فرمائی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

> ’’ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں بنی ہاشم کے چند نوجوان آئے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا، تو آپ کی آنکھیں بھر آئیں، اور آپ کا رنگ بدل گیا، میں نے عرض کیا: ہم آپ کے چہرے میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور دیکھتے ہیں جسے ہم اچھا نہیں سمجھتے (یعنی آپ کے رنج سے ہمیشہ صدمہ ہوتا ہے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہم اس گھرانے والے ہیں جن کے لیے اللہ نے دنیا کے مقابلے آخرت پسند کی ہے، میرے بعد بہت جلد ہی

میرے اہل بیتؓ مصیبت، سختی، اِخراج اور جلا وطنی میں مبتلا ہوں گے، یہاں تک کہ مشرق کی طرف سے کچھ لوگ آئیں گے، جن کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے، وہ خیر (خزانہ) طلب کریں گے، لوگ انہیں نہ دیں گے تو وہ لوگوں سے جنگ کریں گے، اور (اللہ کی طرف سے) ان کی مدد ہوگی، پھر وہ جو مانگتے تھے، وہ انہیں دیا جائے گا، (یعنی لوگ ان کی حکومت پر راضی ہو جائیں گے اور خزانہ سونپ دیں گے)، یہ لوگ اس وقت اپنے لیے حکومت قبول نہ کریں گے، یہاں تک کہ میرے اہلِ بیتؓ میں سے ایک شخص کو یہ خزانہ اور حکومت سونپ دیں گے، وہ شخص زمین کو اس طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح لوگوں نے اُسے ظلم سے بھر دیا تھا، لہٰذا تم میں سے جو شخص اس زمانہ کو پائے وہ ان لوگوں کے ساتھ (لشکر میں) شریک ہو، اگر چہ اسے گھٹنوں کے بل برف پر کیوں نہ چلنا پڑے۔‘‘

الختصر! آج ملت کا شیرازہ مختلف جماعتوں، فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو کر ملتِ واحدہ کی شناخت کھو چکا ہے، ہر جماعت خود کو برحق، ہر فرقہ خود کو صحیح اور ہر گروہ خود کو جنتی باور کروا رہا ہے، ایسے میں ہمیں صحابۂ کرامؓ اور اہلِ بیتؓ کے طریق کو لازم پکڑنا چاہیے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفائے راشدینؓ کے طریقے پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

’’میری اُمت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، سوائے ایک جماعت کے سب دوزخ میں جائیں گے، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سا گروہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ جماعت ہوگی جو اس راستے پر چلے گی جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔‘‘ (ترمذی)

(بشکریہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند بتغییر یسیر)

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....